بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

018: سورۃ الکھف کی مختصر تفسیر (آیات:100-110)

سورۃ الکھف کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے اور ہم پہنچے تھے آیت نمبر 101 پر، بلکہ 100 سے شروع کرتے ہیں کیونکہ یہ سب جڑی ہوئی ہیں:

﴿وَّعَرَضۡنَا جَهَنَّمَ يَوۡمَئِذٍ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ عَرۡضًا ۝ الَّذِيۡنَ كَانَتۡ اَعۡيُنُهُمۡ فِىۡ غِطَآءٍ عَنۡ ذِكۡرِىۡ وَكَانُوۡا لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ سَمۡعًا ۝﴾

(الکھف:100-101)

﴿وَّعَرَضۡنَا جَهَنَّمَ﴾: اور ہم نے جہنم کو سامنے کر دیا۔

﴿يَوۡمَئِذٍ﴾: اُس دن۔

﴿لِّلۡكٰفِرِيۡنَ عَرۡضًا ۝﴾: کافروں کے بالکل سامنے۔

جہنم کا انکار کرتے تھے جنت کا انکار کرتے تھے یا ربّ کا انکار کرتے تھے اہل کفر جو ہیں ربّ کو مانتے ہی نہیں تھے ایک وقت ایسا آئے گا اپنی آنکھوں کے سامنے اس جہنم کو کھولتا ہوا دیکھیں گے۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ حدیث میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "جہنم کی ستّر ہزار لگامیں ہوں گی ہر لگام پر ستّر ہزار فرشتے مقرر ہوں گے جو اُس کو قابو کرنے کی کوشش کریں گے جہنم جو ہے بے قابو ہو جائے گی"۔ بے قابو ہونا چاہتی ہے وجہ کیا ہے؟ شدید غیظ اور غصہ ہے۔ کس پر؟ اہل کفر پر اور نافرمانوں پر۔
جلانا چاہتی ہے سزا دینا چاہتی ہے کیونکہ ربّ کے نافرمان ہیں! یہ کافر ہے زندگی کیسے اس نے گزاری ہے ربّ کی نافرمانی کرنے میں ہے تو فوراً سزا کے انتظار میں ہے کہ آئے تو اس کو میں جلا کر دردناک سزاؤں جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے!
تو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے یہ کون ہیں؟

﴿الَّذِيۡنَ كَانَتۡ اَعۡيُنُهُمۡ فِىۡ غِطَآءٍ عَنۡ ذِكۡرِىۡ﴾ (الکھف:101): یہ وہ ہیں جو میرے ذکر سے اپنی آنکھوں پر پردہ ڈال دیتے تھے (یا اُن کی آنکھوں پر پردہ تھا)۔

﴿وَكَانُوۡا لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ سَمۡعًا ۝﴾: اور وہ سننے کی طاقت بھی نہ رکھتے تھے۔

دیکھیں ذرا غور کریں کہ لفظ ذکر کا ہے ذکر زبان سے ہوتا ہے یا آنکھوں سے یا کانوں سے ہوتا ہے؟ زبان سے۔
تو پھر آنکھوں کا اور کانوں کا ذکر کیوں ہے؟ آنکھوں پر پٹی غفلت کی اور کانوں پر یعنی مہر لگائی کہ سن نہ لیں یہ۔
جب کوئی شخص حق کو نہیں دیکھنا چاہتا اور حق کو نہیں سننا چاہتا تو پھر وہ ذکر بھی ادا نہیں کر سکتا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! ہم جو بولتے ہیں ہم جو کرتے ہیں وہ ہمارے دیکھنے اور سننے کے نتیجے کے بعد ہوتا ہے ہم پہلے سمجھتے ہیں پھر کچھ کہتے ہیں نا پھر کچھ کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اس

وقت کی زندہ موجود ہیں اس آیت کو پڑھ بھی رہے ہیں سن بھی رہے ہیں پھر بھی حق سے دور ہیں نہ حق اُن کو نظر آتا ہے کیونکہ وہ دیکھنا نہیں چاہتے! حق تو واضح ہے میرے بھائی!

کیا توحید "لاإلہ إلا اللہ" کسی سے چھپا ہوا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ واحد سچا معبود ہے کسی سے چھپا ہوا ہے؟

جو ربّ کا انکار کرنے والے ملحدین کفار ہیں کیا اُن سے چھپا ہوا ہے کہ پوری کائنات کو تخلیق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کر سکتا ہے؟ **چھپا ہوا نہیں ہے۔**

تو یہ حق نظر آرہا ہے اُن کو؟ نہیں نظر آرہا۔

آپ کو مجھے اور مسلمانوں کو اہل اسلام کو کیوں نظر آرہا ہے اُن کو نظر کیوں نہیں آرہا جبکہ آنکھیں تو سب کی برابر ہیں بلکہ اُن کی بینائی ہم سے اچھی ہو سکتی ہے؟ لیکن آنکھوں پر پٹی ہے ہٹ دھرمی کی نہیں دیکھنا چاہتے (تو سزا پھر ایسی ہی ملنی ہے یاد رکھیں!) اور حق کو سننا بھی نہیں چاہتے آیتیں کھول کھول کر بیان کی جاتی ہیں!

ابو جہل ابو لہب یہ سن رہے ہیں اس آیت کو سنا ہے مشرکین اُس زمانے سے لے کر آج تک اور تا قیامت سنتے رہیں گے اہل کفر بھی سن رہے ہیں لیکن تب بھی نہیں مانتے تو اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟ وہ سننے کی طاقت بھی نہیں رکھتے تھے۔

یعنی بہرے تھے کیا؟! اگر بہرے ہوتے تو پھر اور بات تھی نا اُن کے پاس کوئی عذر تو تھا کہ میں بہرا تھا اللہ تعالیٰ نے بہرا پیدا کیا ہے مجھے میں نے سنا ہی نہیں ہے حق کو لیکن بات اُن کی ہو رہی ہے جو سننے کی طاقت صلاحیت بھی رکھتے ہیں لیکن حق کو سننا نہیں چاہتے۔

تو جہنم تو سامنے ہے اب کیسے بچو گے حسرت ہے کہ نہیں؟! (سبحان اللہ)۔

ذکر قرآن مجید ہے، جو اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے جو دعوت حق ہے سب ذکر میں آتا ہے تو ذکر سے اپنے آپ کو چھپایا ہوا تھا آنکھیں بند کی ہوئی تھیں اور کانوں سے سننا نہیں چاہتے تھے، جو آیتیں انبیاء اور رُسل علیہم الصلاۃ والسلام اور مبلغین حق جو ہیں کھول کھول کر بیان کرتے تھے نہیں دیکھنا چاہتے تھے نہیں سننا چاہتے تھے، آیتوں کو جھٹلایا یا اُن میں تحریفیں کی ہیں من گھڑت اپنی مرضی سے اُن میں ملاوٹ کر کے اپنی خواہش نفس کو تسلی اور تسکین دینے کے لیے حق سے دوری اختیار کر لی باطل کا راستہ اختیار کر لیا نافرمانی کر بیٹھے اب سزا کا وقت آگیا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَاۗءَ ۭاِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۝۱۰۲﴾ (الکھف:102)

﴿اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا﴾: کیا جن لوگوں نے کفر کیا وہ یہ گمان کر بیٹھے ہیں۔

﴿اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَاۗءَ﴾: کہ وہ میرے بندوں کو میرے سوا اپنے اولیاء بنا لیں گے (اپنے معبود بنا لیں گے)۔

﴿اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۝۱۰۲﴾: بے شک ہم نے کافروں کے لیے جہنم کو ضیافت کی جگہ بنا رکھا ہے (اُن کی مہمان نوازی جہنم میں ہو گی اب)۔ وہ آئیں گے وہ مریں گے دوبارہ زندہ ہوں گے اُن کا حساب بھی ہو گا پھر سزا بھی ملے گی اور سب سے بدترین سزا جو ہے وہ جہنم کی ہے اور جہنم میں اُن کی ضیافت اور مہمان نوازی ہو گی قصور کیا ہے وجہ کیا ہے؟

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے یہ گمان کرر کھا تھا (اہل کفر جو ہیں) کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے اپنے معبود بنا لیں گے ،اور مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ ہے جنہوں نے شرک کیا ہے۔

جنہوں نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو پکارا ہے آج بھی کر سچن کہتے ہیں (نصاریٰ) جب مصیبت آتی ہے تو عیسیٰ کو پکارتے ہیں کہ نہیں (علیہ الصلاۃ والسلام)؟ تو عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے کہ نہیں ؟اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے۔

اِن نصاریٰ نے مشرکین نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ برابری دی ہے کہ نہیں ؟ ولی بنایا ہے کہ نہیں ؟ اللہ تعالیٰ کے سوا بنایا ہے کہ نہیں معبود؟ بنایا ہے۔

تو کیا گمان کرر کھا تھا؟ کہ ہم اُن کو ایسے ہی چھوڑ دیں گے اُن کا حساب نہیں ہو گا اُن کو کوئی سزا نہیں ملے گی (سبحان اللہ)۔

اس لیے وہ یہ گمان نہ رکھیں جہنم اُن کا انتظار کر رہی ہے اور سخت سزا اُن کو ملنے والی ہے ،اور اس میں ہر وہ شخص شامل ہے (نصاریٰ کی صرف میں نے مثال دی ہے) جو شرک کرتا ہے وہ اس وعید میں شامل ہے اور جہنم ضیافت کے لیے منتظر ہے اُس کے لیے (نعوذ باللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ذرا غور سے سنیں:

﴿قُلۡ هَلۡ نُنَبِّئُكُمۡ بِالۡاَخۡسَرِيۡنَ اَعۡمَالًا﴾ (الکھف:103)

(اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کو کہہ دیجیے کہ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے زیادہ خسارے والے عمل کے اعتبار سے کون ہیں؟)

عمل بھی کرتے ہیں یادرکھیں لیکن سب سے بڑے نقصان اور خسارے میں بھی ہیں یعنی میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ سب سے زیادہ خسارے والے لوگ کون ہیں۔

خسارہ دنیا کا ہو گا؟ کسی تجارت میں ہو گا؟ کسی مال ومتاع میں ہو گا؟

نہیں! دنیا کا خسارہ تو کوئی قیمت نہیں رکھتا آج خسارہ ہے کل فائدہ ہو سکتا ہے کسی اور جگہ سے ،پیسہ کم ہو گا تو صحت اچھی ہو گی، صحت کا مسئلہ ہو گا تو پیسے مل گئے ،پیسے کا مسئلہ ہو گا تو اولاد اللہ تعالیٰ نے دے دی، تو دنیا کے خسارے اور نفع نقصان تو چلتا رہتا ہے دنیا کا حصہ ہے اس میں تو مسئلہ نہیں ہوتا، اگر بڑا خسارہ بھی ہو جائے تو انسان کو ویسے بھی دنیا سے خالی ہاتھ ہی جانا ہے ہم خسارے کی بات کر رہے ہیں اُس دن کے خسارے کی بات کہ سب سے زیادہ خسارہ کس کو ہو گا ذرا غور سے سنیں اور اپنا حساب بھی محاسبہ بھی خود کرتے رہیں۔

کون ہیں یہ لوگ؟

﴿اَلَّذِيۡنَ ضَلَّ سَعۡيُهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَهُمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا﴾ (الکھف:104)

﴿اَلَّذِيۡنَ ضَلَّ سَعۡيُهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا﴾: یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوششیں دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئیں۔

سعی دنیا کی حد تک تھی آخرت کے لیے کچھ نہ کر سکے گمراہ ہوئے دنیا میں۔

دنیا کے پیچھے لگے اور اپنی آخرت کو نہ بچا سکے یہی سمجھتے تھے یہی کہتے تھے کہ یہی دنیا ہے اس میں ہم نے رہنا ہے مزے لوٹو دنیا کے، حق سامنے آیا ہے اُسے قبول نہیں کیا ہے کوشش بھی نہیں کی۔

جو کام کرتے تھے دنیا میں اچھے کام کرتے تھے دنیا میں لوگوں کو اچھا لگتا تھا دنیا میں کہ کوئی خیراتی اداری کھول لیا ہے کسی کی مدد کر لی ہے کچھ بھی کر لیا ہے دنیا کی حد تک تھا یہاں تک کہ: ﴿وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾: وہ یہ خیال رکھتے تھے یا یہ گمان رکھتے تھے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔

بڑی خطرناک وعید ہے میرے بھائیو! عمل بھی کرتے ہیں سب سے بڑے خسارے میں بھی ہیں جو نہیں کرتے اُن کا کیا ہوگا؟!

دیکھیں عمل تو کرنا ہے لیکن شرط یہ ہے کرنا صحیح ہے اُس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے، غلط کرو گے سب سے بڑا خسارہ، نہیں کرو گے پھر بھی خسارہ پکڑ بھی ہوگی سزا بھی ہوگی۔

عمل کرنا ہے اور صالح کرنا ہے عمل صالح کون سا ہوتا ہے؟ جس کی دو شرطیں ہیں:

(۱) کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا ہے۔

(۲) کیسے کرنا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کرنا ہے۔

اپنی مرضی نہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے نہیں، دل میں یہ تھوڑا کھٹکا بھی نہیں ہونا چاہیے کہ میری کوئی تعریف کی جائے جو عمل میں کر رہا ہوں کیونکہ اسے کہتے ہیں "ریاکاری" اس کی گنجائش بھی نہیں ہے: **"خالصةً لله سبحانه وتعالىٰ ومطابقة لسنة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم"**: یہ عمل صالح کا حق ادا کیا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو جو بھی کام کرنا ہے کرو اُس کے تم جوابدہ ہو اُس کا حساب بھی دینا ہے اور قیامت کے دن بہت سارے لوگ بہت سارے اعمال لے کر آئیں گے جتنا زیادہ غلط عمل اُتنا ہی زیادہ خسارہ ہے کہ نہیں؟ اُتنا ہی زیادہ خسارہ ہے!

یہ کون ہیں پھر مزید تفصیل:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ﴾ (الکھف:105): یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے ربّ کی آیتوں سے کفر کیا ہے جھٹلایا ہے ﴿وَلِقَآئِهٖ﴾ اور ربّ کی ملاقات سے بھی کفر کیا ہے جھٹلایا ہے (نہ ہم مریں گے نہ دوبارہ زندہ ہوں گے نہ ربّ سے ملاقات ہوگی نہ حساب ہوگا نہ کتاب ہوگا نہ کوئی جزاء نہ کوئی سزا)۔

اب نتیجہ دیکھیں: ﴿فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ﴾: اور اُن کے اعمال سارے اکارت ہو گئے۔

جو بھی عمل کیا جو کرتے تھے دنیا میں کوئی بھی نیک عمل اگر دنیا میں ظاہراً کوئی اچھا عمل بھی کیا ہے کسی کافر نے قیامت کے دن وہ سارے کے سارے اعمال اکارت ہو جائیں گے اور اُس کو آخرت میں اُن کا کوئی فائدہ ذرّے برابر بھی نہیں ہوگا۔

کیا یہ انصاف ہے؟ جی ہاں! یہی انصاف ہے۔

کیوں؟ دنیا میں اُسے دیا کس نے ہے یہ مال و دولت؟ اُسے صلاحیت کس نے دی؟ صحت کس نے دی؟ مال کس نے دیا دولت کس نے دی؟

توفیق کس نے دی کہ تم یہ جو ہے خیراتی ادارہ کھولو اور ان مساکین کی یا ان محتاجوں کی مدد کرو؟ کس نے توفیق دی پیسہ کس نے دیا صحت کس نے دی عافیت کس نے دی ہے؟ ربّ نے دی ہے نا! اچھا تمہیں دنیا میں کوئی کمی ملی ہے؟ اتنا تمہارے پاس ہے کہ خیراتی ادارہ کھولا ہوا ہے، اتنا تمہارے پاس ہے بہت زیادہ! کتنی زندگی تھی؟ ساٹھ ستّر اسّی سو سال؛ یہ ساری زندگی مزے لوٹ کر آئے ہو نا پوری زندگی میں جو چاہتے تھے تمہیں مل گیا نا اب آخرت میں تمہیں کیا چاہیے؟! انصاف ہے کہ نہیں؟!

ساری زندگی جو تم چاہتے تھے مل گیا ہے، خیر عمل بھی کیا ہے تمہیں اُس کا اُس کا بدلہ خیر کا جو تم نے اچھا کام کیا ہے (اُجر تو نہیں ہوتا کافروں کے لیے)، جو بدلہ تمہیں اچھا اور بھلائی ملی ہے وہ دنیا میں تمہیں مکمل مل چکی ہے اب آخرت میں تمہارے لیے کچھ نہیں ہے اس لیے فرمایا ہے:

﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا﴿١٠٥﴾﴾: قیامت کے دن ان کا کوئی بھی وزن باقی نہیں رہے گا۔

نہ اُس شخص کی کوئی قیمت ہے کوئی قدر ہے کوئی وزن ہے، نہ اُس کے اعمال کی جو دنیا میں اچھے اعمال اگر کوئی بھی کیا کرتا تھا آخرت میں اُن کی کوئی قدر و قیمت ہے نہ اُن کا کوئی وزن ہے! مکمل اکارت ہو جائیں گے کوئی ایک اچھا عمل بھی باقی نہیں رہے گا ذرّے برابر بھی!

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا﴾ (یہ اُن کا بدلہ ہے جہنم ﴿بِمَا كَفَرُوْا﴾ اُن کے کفر کی وجہ سے) ﴿وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا﴿١٠٦﴾﴾ (اور میری آیتوں کا اور رسولوں کا ہنسی مذاق اُڑایا کرتے تھے) (الکھف:106)۔

کافر کیا کرتے ہیں مذاق اُڑاتے ہیں نا؟! دین کا مذاق قرآن مجید کا مذاق گستاخیاں کرتے ہیں، کبھی دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پاک کلام قرآن مجید کے لیے کوئی گستاخ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا کوئی نبی کی شان میں گستاخی کر دی، کوئی صحابہ کا مذاق اُڑاتا ہے کوئی دین اسلام کا مذاق اُڑاتا ہے!

سُن لیں یہ وعید: ﴿ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا﴾: یہ ساری جو میں نے باتیں کی ہیں یہ کفر ہیں دنیا کا مذاق اُڑانا، قرآن مجید کا مذاق اُڑانا، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا مذاق اُڑانا، سب کفر ہے یہ! جزاء کیا ہے ان کی سزا کیا ہے؟ جہنم ہے۔

اور میں نے کہا کہ جہنم کا لفظ جو ہے نا اس کو چھوٹا نہ سمجھیں آپ سب سے بدترین سزا ہے ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ کی القہار کی الجبار کی آپ یہ دیکھیں!

یہ تو تھی سزا اُن کی جو اہل کفر تھے نافرمان تھے اب جو اِن کی ضد میں ہیں جو اہل ایمان ہیں جو فرمانبردار ہیں اُن کے لیے کیا ہے؟

بات انجام کی ہو رہی ہے نا تو اِن کا انجام چلو یہ تو پتہ چل گیا ہے اُن کا انجام کیا ہے جو اہل حق ہیں جو اہل ایمان ہیں جنھوں نے حق کو قبول بھی کیا ہے؟ نہ تو اُن کی آنکھوں پر کوئی پٹی تھی نہ کانوں میں اُن کے کوئی بہرا پن تھا وہ حق کو سنتے بھی تھے حق کو دیکھتے بھی تھے سمجھتے بھی تھے با عمل بھی تھے اچھے بھی تھے سچے بھی تھے اہل ایمان میں سے تھے اُن کا انجام تو پتہ ہونا چاہیے نا؟! اب وعید کے بعد وعد کی آیات دیکھیں کیسے خوبصورت انداز میں اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔

اور میں نے شروع میں کہا تھا اس سورۃ کی ابتداء کس چیز سے ہے؟ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ (الکھف:1):

اہل کفر کا جو انجام ہے الحمد للہ ہے کہ نہیں؟ اللہ تعالیٰ کی تعریفیں ہونی چاہیئں کہ نہیں اِس میں؟ کیونکہ یہی جزاء یہی سزا کے مستحق تھے جو اُن کو ملی ہے۔ اور جو اہل ایمان ہیں جنہوں نے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ڈرانے پر عمل کیا ہے سورۃ کے شروع میں بیان کیا ہے کہ ڈرانے والے ہیں نا؟ اس کتاب میں ڈرانے کا پیغام ہے، اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں ڈراتے ہیں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ڈرایا ہے خبردار کیا ہے تو جس نے اس پر عمل کیا ہے ڈر گیا ہے اہل ایمان میں سے ابھی بتاتا ہوں اس کا کیا انجام ہے، اور وہ جنہوں نے اس ڈرانے سے فائدہ نہیں اُٹھایا اور اس پر عمل نہیں کیا سمجھا نہیں ہے اُن کی سزا کو تو پتہ چل گئی ہے کہ جہنم ہے بدترین ٹھکانہ ہے ضیافت بھی ایسی ہی ہوگی کی مہمان نوازی بھی اُن کی ویسی ہی ہوگی جہنم میں (نعوذ باللہ)، اب دیکھیں اہل ایمان:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾ (الکھف:107)

اُدھر بھی ﴿نُزُلًا﴾ (الکھف:102) تھا، اِدھر بھی ﴿نُزُلًا﴾ ہے کمال ہے!

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾: بے شک وہ جو ایمان لائے (اہل ایمان جو ایمان لائے ہیں)۔

﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾: اور نیک اور صالح عمل کیے (صرف زبانی کلامی ایمان کافی نہیں ہے سچا پکا مومن وہ ہوتا ہے جو ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی کرتا ہے)۔

اہل ایمان سے مراد وہ لوگ جو اُس چیز پر ایمان رکھتے ہیں جس پر ایمان لانا واجب ہے کس چیز پر ایمان لانا واجب ہے؟

ارکان ایمان: "اللہ تعالیٰ پر ایمان، اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان، اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان، اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان، آخرت پر ایمان، اور تقدیر پر ایمان اچھی ہو یا بُری ہو"۔

یہ ارکان ایمان ہیں پھر ان کے ساتھ جو ان کے لوازمات ہیں مکمل جو عقیدے کے اصول ہیں یہ مومن ہے: ﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾: نیک عمل کیے اور ابھی میں نے بتایا ہے کہ نیک عمل کی دو شرطیں ہیں:

(۱) نیک عمل وہ ہوتا ہے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے کیا جاتا ہے جس میں نہ شرک ہوتا ہے نہ ریاکاری ہوتی ہے صرف اللہ کے لیے عمل کرتے ہیں اخلاص نیت کے ساتھ۔

(۲) اور عمل کا طریقہ کیا ہوتا ہے کیسے عمل کرتے ہیں؟ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہنمائی کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمل کیسے کرتے تھے اور صحابہ نے اُس عمل کو کیسے ہمیں بتایا ہے:

- نماز کیسے پڑھتے ہیں؟ نماز نبوی۔
- روزہ کیسے رکھتے ہیں؟ صیام نبوی۔
- حج کیسے کرتے ہیں؟ حج نبوی۔
- جہاد کیسے کرتے ہیں؟ جہاد نبوی۔

وہ یہی طریقہ جانتے ہیں صرف اور کوئی طریقہ جانتے نہیں ہیں کسی کا، وہ آگے ہمیشہ کرتے ہیں "قال اللہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بفهم سلف الصالح"؛ صحابہ اور سلف کی فہم کے مطابق اور اُن کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور باعمل اور سچے اور پکے متبع سنت مسلمان ہوتے ہیں: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾۔

انجام: ﴿كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾: اُن کے لیے ضیافت کی جگہ جنّات الفردوس ہے (اُن کی مہمان نوازی بھی ہوگی لیکن جنّات الفردوس میں ہوگی)۔

سب سے بڑی بلند جنت جنتُ الفردوس ہے جس کی چھت اللہ تعالیٰ کا عرش ہے، سب سے بلند ترین جگہ سب سے عظیم جگہ سب سے پیاری جگہ جنتُ الفردوس ہے، جنت کی نہریں بھی جو دریا ہیں یہیں سے نکلتے ہیں چشمے یہیں سے نکلتے ہیں۔ اور ایک ہی مقام محمود ہے جو اس جنت کی سب سے بلند ترین جگہ پر ہے "المقام المحمود" وہ خاص جگہ ہے جس کے لیے ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے "المقام المحمود الجنةُ الفردوس"۔ اسے ہم فردوس اعلیٰ کیوں کہتے ہیں؟ اعلیٰ کیوں ہے؟ کیونکہ سب سے بلند جنت ہے اور اس جنت کی چھت عرش الرحمٰن سبحانہ وتعالیٰ ہے (سبحان اللہ)۔

جب جنت میں انسان جائیں گے نا اور اس میں بڑی نعمتیں جو ہیں بڑے مزے دیکھیں گے دل نہیں کرے گا وہاں سے نکلنے کا یا جانے کا کہ اب آتو گئے ہیں کہیں یہ نعیم یہ نعمتیں ختم تو نہیں ہوں گی ایک کھٹکا ہوتا ہے تھوڑا سا! دنیا میں تھے دنیا تو چلی گئی وہاں تھے تو پتہ نہیں جیسی بھی تھی گزر گئی اب یہاں پر یہ خیر نہیں جانا چاہیے اس لیے اگلا پیغام جو ہے:

﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا﴾ (الکھف:108)

(ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُس جنت میں رہیں گے وہ اُس جگہ کو بدلنا نہ چاہیں گے)

کہ ہمیں اب یہی جگہ کافی ہے اس کے بدلے اور جگہ نہیں چاہیے (سبحان اللہ)۔

حِوَل کہتے ہیں بدلنے کو: ﴿لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا﴾۔

دیکھیں دنیا میں انسان جتنی بھی ترقی کرے مزید ترقی کی تڑپ ہوتی ہے کہ نہیں؟ ہوتی ہے نا! اگر آپ ملینیئر (Millionaire) ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ بلینیئر (Billionaire) بنوں، وہ بن جائیں تو اُس سے زیادہ بننا چاہتے ہیں۔

جنت میں ایسا نہیں ہے جنت میں پہنچ گئے بس وہی جگہ ہے اگرچہ ادنی ترین جگہ بھی کیوں نہ ہو جنت میں داخل ہو گئے۔

﴿لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا﴾: اور سب سے بلند تو جنتُ الفردوس ہے وہ تو پھر کمال کی بات ہے نا! (سبحان اللہ) کیونکہ جنت میں ہمیشہ خوشی ہے ذرّہ برابر بھی غم نہیں ہے نہ غم کے کوئی اسباب ہیں۔

غم سے انسان پریشان کب ہوتا ہے؟ بھوک ہوتی ہے پیاس ہوتی ہے درد تکلیف بیماری یہی ہوتا ہے نا؟ جنت میں یہ ساری چیزیں نہیں ہیں، کھانا پینا مزہ ہے۔

جب بھوک نہیں ہے پھر کھانا کیا ہے بھیا؟! انسان وہاں پر بھوک کی وجہ سے نہیں کھاتا جیسے دنیا میں بھوک ہوتی ہے تو تب کھاتا ہے، بھوک کا درد محسوس کرتا ہے تب کھاتا ہے، نہیں نہیں! وہاں پر صرف مزے ہیں مزے کے لیے انسان کھاتا ہے۔

قضائے حاجت نہیں ہے وہاں پر، ہم کھاتے ہیں تو پھر قضائے حاجت کے لیے جانا پڑتا ہے وہاں پر نہیں ہے۔

پیاس نہیں لگے گی وہاں پر تو پھر پیئں گے کیوں؟ وہاں پر دودھ کی نہریں بھی ہیں وہاں پر شراب بھی ہے وہاں پر پانی بھی ہے شہد بھی ہے تو پھر پیاس نہیں ہے تو پیئں گے کیوں؟ صرف مزے ہیں لطف اندوز ہونا ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مزہ جیسے کہتے ہیں نا کہ مزہ چکھنا ہے اسی طرح۔

پھل ہیں (فروٹ ہیں) انسان جب کھائے گا قضائے حاجت نہیں ہوگی مشک کی خوشبو جسم سے نکل آئے گی، جتنا زیادہ کھاؤ اُتنی زیادہ خوشبو کمال ہے بھئی! اس لیے: ﴿لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا﴾۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ﴾ (الکھف:109): اب اس عظیم سورۃ کا اختتام پہنچا ہے، عظیم ربّ جس کا ذکر اس پوری سورۃ میں پورے قرآن میں آیا ہے، ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت کے چند لفظ سن لیں آپ:

﴿قُلْ﴾: کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! (آپ نے بہت کچھ کہا اب یہ پیغام بھی پہنچادیں ذرا)۔

﴿لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ﴾: اگر سمندر اللہ تعالیٰ کے کلمات کے لیے سیاہی بن جائیں (دوات بن جائیں لکھنے کے لیے)

﴿لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ﴾: تو سمندر ختم ہو جائے گا میرے ربّ کے کلمات ختم نہیں ہونے والے کبھی۔

﴿وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝۱۰۹﴾: اگر ہم اس جیسا اور سمندر اس کی مدد کے لیے لے کر آئیں تب یہ سمندر بھی ختم ہو جائے گا ربّ ذوالجلال کے کلمات ختم نہیں ہونے والے!

یہ عظیم ربّ ہے سبحانہ وتعالیٰ اور اس عظیم ربّ کو جھٹلانے والے کفر کا راستہ اختیار کرنے والے نافرمانی کرنے والے ہیں!

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ (الزمر:67)۔

﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝۱۳﴾ (نوح:13)؛ سورۃ نوح میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

یہ کافر نافرمان ربّ کی قدر جیسے کرنی چاہیے تھی کاش کہ سمجھ لیتے اللہ کی قسم! کبھی نافرمانی نہ ہو سکتی، اصل جو قدر ہے ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ کی وہ قدر نہیں جانتے!

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (الکھف:110): کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

﴿اِنَّمَآ﴾: صرف اور صرف۔

﴿اَنَا﴾: میں۔

﴿بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾: تمہاری طرح بشر ہوں۔

دیکھیں اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی یہ پیغام دے رہے ہیں، یہ ﴿ قُلْ ﴾ کے بغیر بھی ہو سکتا تھا لیکن اس کا ایک راز ہے پیچھے "کیونکہ لوگ کہیں گے کہ بشر نہیں ہے نور ہے"؛ ایسے لوگ بھی ائیں گے جو بشریت کا انکار کریں گے اُس کا بالکل ایک اسی آیت میں واضح جواب ہے کہ بشر ہیں نوری بشر ہیں، نہیں نہیں!

نہ تو نور ہیں یا نوری بشر ہیں بالکل نہیں! نہ نور ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نہ ہی نوری بشر ہیں صرف بشر ہیں۔

ثبوت؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ الکھف کی آیت نمبر 110 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قُلْ﴾: کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!۔

﴿اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾: میں تمہاری طرح صرف اور صرف بشر ہوں (یقیناً)۔

فرق کیا ہے؟ بشر تمہاری طرح ہوں ﴿مِّثْلُكُمْ﴾ لیکن فرق ہے: ﴿يُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾: مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے۔

میں اللہ کا نبی ہوں اللہ کا رسول ہوں اور عوام، لوگ جو ہیں وہ رسول اور نبی نہیں ہیں باقی بشریت کے تقاضے میں میں مثل ہوں "درد تکلیف، غم پریشانی، بھوک پیاس، بشر ہوں" لیکن وحی نازل ہوتی ہے ﴿يُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾: مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔

﴿اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾: اور اس وحی میں یہ بنیادی پیغام بھی ہے جس کو تم نے کبھی چھوڑنا نہیں ہے، وحی میں تو بہت سارے پیغامات ہیں نا پورا قرآن مجید بھرا ہے پیغامات سے، جب وحی کی بات آئی ہے ایک تو مثل کا لفظ آیا ہے تاکہ یہ لوگ نہ سمجھیں کہ نور ہیں یا نوری بشر ہیں بات ہی ختم ہو گئی! اچھا پھر بشر ہیں تو ہماری طرح بشر ہیں؟ نہیں! ﴿يُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾: یہ بھی شبہ ختم ہو گیا، بشر ہیں سب سے عظیم بشر ہیں اللہ کے بندے ہیں سب سے عظیم بندے ہیں۔

اس لیے کلمہ شہادت میں کیا پڑھتے ہیں؟ "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ"۔

عبد کیوں پہلے کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں سب سے بلند بندے ہیں اور بڑی عظمت ہے۔

سورۃ کی ابتداء کس چیز سے ہوئی؟ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝﴾ (الکھف:1): سبحان اللہ۔

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾: مجھ پر وحی کی ہوتی ہے۔

﴿اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾: تمہارا صرف ایک ہی سچا معبود ہے۔

اِلٰہ اگر تمہارا ہے تو صرف ایک ہی ہے ﴿اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ رَبِّهٖ﴾: پس جو اپنے ربّ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے۔

اور یقیناً ملاقات ہو گی مرنے کے بعد دوبارہ زندگی ہو گی لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ اہل کفر جو ہیں وہ یہ امید نہیں رکھتے وہ جھٹلاتے ہیں اور اہل ایمان جو ہیں وہ امید بھی رکھتے ہیں اور اس کے لیے تیار بھی ہوتے ہیں۔

اور تیاری دنیا میں کرنی ہے مرتے وقت یا مرنے کے بعد تیاری کا وقت نہیں ہوتا:﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ﴾۔

تو کیا کرے؟

﴿فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا﴾: دیکھیں عمل صالح کتنی مرتبہ آرہا ہے، سورۃ کی اِن آیتوں میں! آخر میں کتنی مرتبہ آیا ہے کہ بھئی اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو یہ کرو تمہارے لیے نجات ہے بچو گے۔

﴿فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا﴾: جو اپنے ربّ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے﴿فَلْيَعْمَلْ﴾ فعل اُمر ہے پتہ ہے! تو اُس پر لازمی ہے کہ عمل صالح کرے نیک عمل کرے۔

﴿وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾: اور عبادت میں اپنے ربّ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

عمل صالح باقی نہیں رہتا اگر اُس میں شرک کا ذرّہ برابر بھی شامل ہو جائے شرک آگیا عمل صالح اکارت ہو گیا! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ (الزمر:65)

(اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ بھی شرک کریں آپ کے اعمال بھی اکارت ہو جائیں)

شرک کے ساتھ کوئی عمل باقی نہیں رہتا! کیونکہ شرک کفر ہے اور کافر کے لیے ابھی میں نے بتایا ہے:

﴿فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا﴾: کوئی وزن نہ ہو گا﴿فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ﴾ (الکھف:105)۔

کہ عمل صالح کرنا ہے؛ ہم نے مرنا ہے ہم سب نے مر جانا ہے، مومن بھی مر جائے گا کافر بھی مر جائے گا، بڑا بھی مر جائے گا چھوٹا بھی مر جائے گا، مرد بھی مر جائے گا عورت بھی مر جائے گی سب مریں گے کیونکہ موت حق ہے اور سچ ہے کڑوا سچ ہے یہ گھونٹ سب نے پینا ہے سب نے مرنا ہے اور یہ یقین ہے اہل ایمان کو کہ مرنے کے بعد ہمیں دوبارہ زندہ بھی ہونا ہے اور ربّ کو حساب بھی دینا ہے، اور حساب اور قیامت شروع ہوتی ہے قبر سے پھر میدان محشر میں حساب ہو گا پھر یہ سارے معاملات ہوں گے۔

ربّ سے ملاقات کی کیا ہم نے تیاری کی ہوئی ہے؟﴿لِقَآءَ رَبِّهٖ﴾: ہم پڑھ رہے ہیں اور ہر جمعہ یہ سورۃ بار بار پڑھتے ہیں اسی یاد دہانی کے لیے کہ تمہاری ملاقات تمہارے ربّ سے ہونی ہے کیا تم اس کے لیے تیار ہو بڑا سوالیہ نشان ہے!

کیا تم اُس کے لیے تیار ہو (ہر جمعہ) کیا تم اُس کے لیے تیار ہو؟

پچاس سال سے اس سورۃ کو ہر جمعہ میں پڑھ رہے ہیں، تیس سال سے یا بیس سال سے، یا اُس سے زیادہ یا اُس سے کم یا اگر ایک جمعہ یا دو جمعہ بھی پڑھ لی ہے کیا اس سوال کا جواب ہم نے اپنے آپ کو دیا ہے؟ اپنے آپ سے پوچھا ہے﴿فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾؟

جو آج شرک کر رہے ہیں شرکیہ اقوال، شرکیہ افعال، قبر کا طواف اور غیر اللہ کے لیے نذر و نیاز اور قربانی، غیر اللہ کو پکارنا، علی مشکل کشا غوث حاجت روا (نعوذ باللہ) کیا وہ اس سورۃ اس آیت کا حق ادا کر رہے ہیں؟!

تمہیں یقین ہے کہ ربّ سے ملاقات ہونی ہے مرنے کے بعد اور حساب ہونا ہے اور جزاء یا سزا سب سامنے ہے، اللہ تعالیٰ نے یہاں پر حکم دیا ہے ﴿فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾: میں نے یہ سورۃ بھی پڑھی ہے اس کا ترجمہ بھی پڑھا ہے اس پیغام کو بھی پڑھا ہے جب پتہ بھی ہے پھر تمہارے پاس کیا عذر باقی رہے گا اُس دن مشکل ترین دن میں جس دن تمہارا اور ہمارا فیصلہ ہونا ہے کہ کس طرف جانا ہے ؟! جہنم ہے جو بد ترین عذاب ہے اللہ تعالیٰ کا بد ترین سزا ہے، یہ جنت ہے جو سب سے بڑی اللہ تعالیٰ کی جزاء ہے نعیم ہے (بہت ساری نعمتیں ہیں) آج فیصلہ کرنا ہے۔

دیکھیں اُس دن فیصلہ ربّ نے کرنا ہے آج فیصلہ ہم نے کرنا ہے کہ کس طرف جانا ہے۔

آج کون یعنی سر پر گن رکھ کر تمہیں زبردستی کہتا ہے کہ قبر کا طواف کرو یا تم شرک کرو؟! کوئی زور زبردستی کرتا ہے کوئی مجبور کرتا ہے یا اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہیں اپنا من پسند عمل کرتے ہیں ؟!

بے نمازی نماز نہیں پڑھتا کس نے مجبور کیا ہے ؟!

جمعہ کا وقت ہے کئی لوگ ابھی سوئے پڑے ہیں نعوذ باللہ فجر کی نماز پڑھی نہیں ہے! اور جمعہ کے دن نمازوں میں فجر کی نماز جو ہے سب سے عظیم نماز ہے! پورے ہفتے کی نمازوں میں سے دیکھیں آپ کہ ایک نماز چھوٹ جائے تو کفر کا فتویٰ لگ جاتا ہے (بے نمازی کافر ہوتا ہے) اور پڑے ہیں سوئے ہوئے پرواہ نہیں ہے!

اُٹھ کر سورۃ الکھف بھی پڑھیں گے نماز قضاء پڑھ لیں گے عادت بنی ہوئی ہے (نعوذ باللہ)! سورۃ پڑھیں گے اور یہ آخری آیت بھی پڑھیں گے ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا﴾: عمل صالح کیا ہے بے نمازی نے ؟!

میرے بھائی! اللہ کے لیے اب جب آخری آیت پر نگاہ پڑے نا ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا﴾: تو عمل صالح کو یہاں پر اپنا نصب العین بنالیں کہ عمل صالح کرنا ہے:

(۱) عمل کرنا ہے صرف ربّ کے لیے اخلاص نیت کے ساتھ کوئی ریاکاری نہیں۔

(۲) عمل کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے۔

اپنی من مانی نہیں اور شرک کی ذرّہ برابر بھی گنجائش نہیں ہے:

(۱) یا علی مدد شرک ہے۔

(۲) غوث مشکل کشا شرک ہے۔

(۳) فلاں حاجت روا اللہ تعالیٰ کے سوا شرک ہے۔

(۴) یا نبی مدد، یا رسول اللہ مدد یہ سب شرک ہے۔

(۵) قبر کا طواف، غیر اللہ کا طواف، غیر اللہ کے گھر کا طواف جو ہے، قبر کا ہو یا کسی اور چیز کا ہو طواف، نذر و نیازیں کرنا، قربانیاں دینا، منتیں ماننا، مجاوری کرنا، یہ سب شرکیہ اعمال ہیں۔

اِن سے بچیں توبہ کریں ابھی وقت ہے توبہ کرنے کا۔

﴿وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾: اپنے ربّ کی عبادت میں کسی اور کو شرک نہیں کرتا: ﴿بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ﴾ عبادتِ ربّ جانتے ہیں۔

﴿بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ﴾: تمہارا ہی ربّ ہے اُس نے ہی تمہیں پیدا کیا ہے وہی تمہارا مشکل کشا ہے وہی تمہارا حاجت روا ہے، وہی تمہارا خالق ہے وہی تمہارا مالک ہے صرف وہی حق رکھتا ہے کہ اُسی کی ہی عبادت کی جائے کسی اور کی عبادت کیوں کرتے ہو؟!

أَحَدًا میں جانتے ہیں: ﴿وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾: نفی ہے اور اس کے سیاق میں نکرہ ہے، "النكرة في سياق النفي تفيد العموم": یعنی اس میں کسی نبی کو پکار سکتے ہیں کسی ولی کو پکار سکتے ہیں؟ ﴿اَحَدًا﴾ میں سب شامل ہیں "شرک" کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہرانا کوئی گنجائش نہیں ہے!

نہ درخت، نہ درندنہ پرند، نہ پتھر، نہ کوئی امام، نہ کوئی ولی، نہ کوئی فرشتہ، نہ کوئی نبی ﴿اَحَدًا﴾ میں سب شامل ہیں کہ نہیں؟!

اب جو اس ﴿اَحَدًا﴾ میں سے استثناء کرکے نبی کو پکارتے ہیں یا ولی کو پکارتے ہیں اُن کے پاس کیا عذر ہو گا قیامت کے دن؟! اپنے ربّ کی بارگاہ میں کیا کہیں گے کہ میں نے نبی کو کیوں پکارا تھا جبکہ ربّ ذوالجلال فرماتے ہیں: ﴿وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾؟!

ابھی ہم نے تیار کرنا ہے ناجواب ابھی جواب ہے تمہارے پاس؟! اگر آج جواب نہیں ہے اس وقت تو اُس دن کیا جواب دے سکو گے؟! اور واللہ! جواب نہیں ہے اور نہ کوئی بچنے کا راستہ وہاں پر رہے گا کوئی!

بچنا ہے تو ابھی بچ سکتے ہیں یہ وقت ہے بچنے کا، توبہ کا ابھی وقت ہے توبہ کرلیں اس سے پہلے کہ روح حلقوم تک پہنچ جائے اور پھر موت کے فرشتے نظر آنا شروع ہو جائیں تب انسان کو حسرت ہوتی ہے کہ مہلت دیجیے تھوڑی سی مہلت بس! کس چیز کی مہلت؟ کہ ذرا تھوڑا سا واپس جاؤں اور جو میں نے بگاڑا ہے ناغلط کیا ہے اُس کو ذرا ٹھیک تو کرلوں۔

ابھی تو تمہیں وقت ملا ہے ابھی ٹھیک کر سکتے ہو تو کیوں نہیں کر رہے ہو؟! ابھی سانسیں جاری ہیں صحت ہے عافیت ہے اللہ تعالیٰ کا دیا سب کچھ تو ہے تمہارے پاس۔

تمہارے پاس کیا گارنٹی ہے میرے پاس کیا گارنٹی ہے کہ موت کا فرشتہ ابھی نہیں آئے گا اور ہماری روح قبض نہیں کرے گا کوئی گارنٹی ہے؟! کس نے کہا ہے کہ صرف مریض ہی مرتے ہیں؟!

"انتظار کریں گے ابھی بڑی زندگی پڑی ہے کیا ڈراتے رہتے ہیں ایسے مولوی! بڑی زندگی پڑی ہے توبہ بھی کرلیں گے مزے کرو دنیا میں"؛ کمال ہے! جیسا کہ اپنی موت کا مالک خود ہو!

میرے بھائی! آپ کو نہیں پتہ مجھے نہیں پتہ کسی کو نہیں پتہ کہ ہم نے کب مرنا ہے کہاں مرنا ہے کیسے مرنا ہے لیکن یہ پتہ ضرور ہے کہ ہم نے مرنا ہے اس لیے جس چیز کا پتہ ہے اُس کے بارے میں سوچو کہ مرنا ہے تو اُس کے لیے ہمیشہ تیار رہو۔

ہمیشہ تیار رہو کیا مطلب ہے؟ کہ وقت نہیں ملے گا تیاری کا پھر جب موت کا فرشتہ آتا ہے تو چھوٹے بچے کو بھی معاف نہیں کرتا وہ یہ نہیں کہ ترس آگیا چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو اُس کو بھی لے کر جاتا ہے اُس کی بھی روح قبض کر لیتا ہے۔

اس لیے اگر بچنا ہے تو ایک ہی راستہ ہے:

﴿فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (واللہ اعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 018-07. سورۃ الکھف کی مختصر تفسیر (آیات:100-110) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio